سخنان

حضرت غفرانمآبؒ

سید المتکلمین فخر المجتہدین مؤسس اسلام وایمان المومنین علامۃ المتاخرین محیی الملۃ مجدد الشریعہ استاذ الکل فی الکل آیۃ اللہ العظمیٰ السید دلدار علی النقوی النصیر آبادی الجائسی السبزواری العربی امام جمعہ و جماعت (متولد جمعہ ۱۷؍ربیع الثانی ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۷۵۲ء بہ نصیر آباد (جائس) متوفی شب ۱۹؍رجب المرجب ۱۲۳۵ھ مطابق ۳؍مئی ۱۸۲۰ء مدفون بہ حسینیۂ خود لکھنؤ) ابن سید محمد معین متوفی ۱۱۹۱ھ۔

آپ پہلے وہ عالم ہیں جو تحصیل علوم کے لیئے عراق وایران تشریف لے گئے اور مجتہد جامع الشرائط کی حیثیت سے ہندوستان راجع ہوئے۔ آپ نے عربی اور فارسی میں تقریباً تیس یا اس سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ تلامذہ تو آپ کے بکثرت تھے جن میں سے تقریباً چالیس تلامیذ عہد آرا و تاریخ ساز ہوئے اور سچ تو یہ ہے کہ زیادہ تر اہل علم وکمال ہندوستان کے اسی مقدس ذات کی طرف منتہی ہوتے ہیں اور ارباب اجتہاد کی اصل غفرانمآبؒ ہی ہیں۔ غفرانمآبؒ جہاں علوم عقلیہ و نقلیہ میں عالمگیر شہرت کے مالک، علامہ ومحقق تھے، وہیں بلا کے ادیب وشاعر بھی تھے۔ آپ کے تمام تصانیف اپنا جواب آپ ہیں مگر عماد الاسلام جس کا اصلی نام مرأۃ العقول ہے، یہ کتاب علم کلام میں اتنی بسیط وضخیم ہے جس کی مثال دنیائے تشیع کیا پورے عالم اسلامی میں بھی موجود نہیں ہے، عربی زبان میں ہے اور پانچ جلدوں پر مشتمل ہے جس کی دو جلدیں ہنوز غیر مطبوعہ ہیں۔ آپ نے عہد آصفی میں لکھنؤ کو اپنا مستقر بنایا اور نوابین وحکام کو راہ راست پر لگا کر اودھ میں خصوصاً اور عموماً ہندوستان میں بدعات، بیجا رسوم، صوفیت اور اخباریت کا خاتمہ کیا۔ ساتھ ہی اصولیت (اجتہاد وتقلید) کا پورے ہندوستان میں ماحول بنایا۔ عزائے سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غلط رسوم مٹا کر شرعی نظام کے ساتھ فروغ دیا۔ ساتھ ہی لکھنؤ جو دار العزا ہے اس میں اکثر امامباڑوں سے پہلے اپنے ہاتھ سے عزاخانۂ حسینؑ کا سنگ بنیاد نصب کیا اور پہلے پہل مجالس بنائے بلکہ حضرت سلطان العلماء رضوان مآبؒ کو اجازۂ اجتہاد و وصیت نامہ میں عزاداری میں منہمک رہنے کی وصیت فرمائی۔ ساتھ ہی دو عزاخانے آپ ہی نے تعمیر کروائے۔ قدسیؔ جائسی فرماتے ہیں ؎

تیرا جلوہ ڈھونڈھتی تھی ہند کی تیرہ فضا ہند کا تاریک مطلع تو نے روشن کر دیا
تو نے فرمائی حسینی انجمن آراستا تو ہوا بانی عزائے سید مظلوم کا
بن گیا تو خود شہید کربلا کا سوگوار
اہل ایماں کو رلایا صورت ابر بہار

روشن اس عالم میں کی شمع عزا صد مرحبا جب حسینی کارنامہ تھا جہاں بھولا ہوا
کربلا کا واقعہ اک قصۂ پارینہ تھا لوگ اسرار شہادت سے بھی تھے نا آشنا
تو نے سمجھی قدر خون ناحق معصوم کی
تو نے ترویج عزائے سید مظلوم کی

غفرانمآبؒ ہندستان کے پہلے مجتہد اور کامیاب مجدد و مصلح ہیں۔علامہ شاہ حسین طوسی فرماتے ہیں
ع مجتہد پیش از وکس نشدہ بود بہ ہند

آپ نے نواب حسن رضا خاں صاحب مرحوم وزیر اودھ کے قصر میں جس کا اثر بھی اب امتداد زمانہ سے باقی نہیں رہا، ۱۳/رجب ۱۲۰۰ھ میں شیعوں کی پہلی بار ہندوستان میں نماز جماعت اور ۲۷/رجب ۱۲۰۰ھ کو نماز جمعہ پڑھائی۔قدسیؔ مرحوم فرماتے ہیں ؎

وہ علی الاعلان دورا دور صہبائے حجاز شیعیان ہند کی پہلی جماعت کی نماز

جناب نے کئی مسجدیں تعمیر کرائیں جن میں سے ایک مسجد جائس میں اور ایک نصیرآباد میں ہے۔خلق خدا کے سیراب ہونے کے لیئے جابجا کنویں بنوائے اور آصف الدولہ سے تحریک کر کے کربلا میں نہر بنوائی جسے ''نہر آصفی'' کہتے۔جس کے سلسلے میں مرزا فصیح فرماتے ہیں ؎

ہم نے نہ سنا او رنہ سنے تھے یہ سلف تک برسات تو ہو ہند میں سیل آئے نجف تک

نجف وکربلا و مقامات مقدسہ زر کثیر بھیج کر مدارس وطلاب کی مدد کی اور روضۂ حضرت سید الشہداء ارواحنا فداہ کی تعمیر میں حصہ لیا۔اودھ کے زر و مال کی ترسیل میں یہ وہ پہلا قدم تھا جس کو آپ کی اولاد نے بعد میں بڑے پیمانے پر پہونچا دیا۔سنی و شیعہ اتحاد کی فضا سازگار کی ساتھ ہی دشمنان مذہب حقہ کی تحریروں کے سبب اپنے قلم وزبان سے احقاق حق و ابطال باطل کا کام انجام دیا۔اگر چہ ہندوستان میں لکھنؤ ہر کمال کا خزانہ ہو رہا تھا لیکن علمی صحائف کے وجود سے اس کی آغوش خالی تھی۔غفرانمآبؒ نے اپنا عظیم الشان کتب خانہ جمع کر کے اس کمی کو پورا کیا۔آج لکھنؤ میں جتنے کتب خانے ہیں یہ اثر ہیں اسی یادگار کے اور اولیت کا طرۂ امتیاز کتبخانہ غفرانمآبؒ کو ہی حاصل ہے۔آپ نے ہندوستان میں پہلا مدرسہ علم واجتہاد قائم کیا اور آپ ہی نے مدرس کے فرائض انجام دیئے۔نتیجے میں سیکڑوں کو اجازۂ امامت جمعہ و جماعت اور کچھ فقہاء کو اجازات اجتہاد عطا فرما کر کچھ کو لکھنؤ میں روکا اور اکثر کو پورے ہندوستان میں تبلیغ دین و مذہب کے لیئے منتشر کر دیا۔پورے ہندوستان میں حالات کچھ ایسے بنے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی کو پریشان ہو کر کتاب تحفۂ اثنا عشریہ ۱۲۰۴ء میں تصنیف کرنی پڑی۔تذہیبؔ نگروری کہتے ہیں ؎

عالم تاریخ ساز و صاحب صد انقلاب حق کے ساتھی حق کے ہم آواز تھے غفراں مآبؒ
مذہب آل محمد ہند میں پھیلا دیا عالمان دہر میں ممتاز تھے غفراں مآبؒ

اور لکھنؤ سے خطاب کرتے ہوئے شاعر آل محمد نسیمؔ امروہوی فرماتے ہیں کہ ؎

تو علم و اجتہاد کا ہے مہد اولیں — ہندوستاں میں تیرا مقابل کہیں نہیں
دنیائے بے خبر کو دیا تو نے درس دیں — ہم پایۂ عراق و عجم تیری سرزمیں
بخشا یہ اوج ہادی راہ صواب نے
جنت بنا دیا تجھے غفراں مآبؒ نے

سلطان العلماءؒ

قبلہ وکعبہ سلطان العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد نقوی رضوان مآب طاب ثراہ امام جمعہ وجماعت (متولد ۱۷/صفر المظفر ۱۱۹۹ھ ۱۷۸۴ء بہ لکھنؤ متوفی شب پنجشنبہ ۲۲/ربیع الاول ۱۲۸۴ھ ۱۸۶۷ء مدفون بہ حسینیۂ غفرانمآبؒ) اکبر اولاد حضرت غفرانمآب علیہ الرحمہ ——— بارہویں صدی ہجری کے علمی آسمان کے تابناک سورج حضرت غفرانمآبؒ کے فرزند اکبر حضرت سلطان العلماء انیس برس کی عمر میں تمام علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل سے فارغ ہو گئے تھے چنانچہ ۱۲۱۸ھ میں حضرت غفرانمآبؒ نے آپ کو اجازۂ اجتہاد مرحمت فرما دیا تھا۔ جناب غفرانمآبؒ نے سلطان العلماء کے ایام طفولیت میں خواب میں دیکھا جس میں حضرت امام عصر عجل اللہ فرجہ الشریف نے غفرانمآبؒ کو ان کے فرزند سلطان العلماء کی تربیت کے لیئے اپنے زیر سایہ لینے کی بشارت دی تھی۔ اس پر جناب سلطان العلماء عمر بھر فخر کرتے رہے۔ حضرت قدسیؔ فرماتے ہیں

ع آ گیا کوئی حضانت میں امام عصر کی

علماء ومجتہدین عراق وایران نے آپ کی علمی عظمت کا کھلے لفظوں میں اقرار کیا۔ نجف اشرف (عراق) کے مشہور ترین مرجع تقلید آیۃ اللہ العظمیٰ آقائی شیخ الفقہاء علامہ محمد حسن نجفی متوفی ۱۲۶۲ھ نے اپنے اس مکتوب میں جو انہوں نے سرکار سلطان العلماء کے چھوٹے بھائی قبلہ وکعبہ بحر العلوم سید العلماء آیۃ اللہ العظمیٰ السید حسین کو لکھا تھا اور اس میں بعض مسائل فقہ کی تشریح آنجناب سے چاہی تھی۔ اس خط میں شیخ ممدوح علیہ الرحمہ نے حضرت سلطان العلماء کی جلالت علمی کا شاندار لفظوں میں ذکر کیا ہے۔ منبر پر ذکر فضائل ومصائب حضرت سید الشہداء کی ابتدا سلطنت اودھ میں آپ ہی سے ہوئی تھی۔ بہ عہد معدلت مہد امجد علی شاہ حکومت شرعیہ کا قیام سلطان العلماء ہی کا کارنامہ ہے۔ بادشاہ نے اپنا تاج سلطان العلماء کے سامنے یہ کہہ رکھ دیا کہ حکومت کا انتظام دیکھنا نائب امامؑ کا کام ہے۔ سلطان العلماء نے شاہ کو شاباشی دی اور فرمایا ہمیں شخصی اقتدار درکار نہیں ہے۔ آپ ان مقاصد کی تکمیل کریں جو شریعت مطہرہ میں اہم اور ضروری ہیں تو میں یہ تاج خود اپنی طرف سے آپ کے سر پر رکھ دوں۔ بادشاہ نے سلطان العلماء سے عہد وپیمان کیا اور آپ نے وہ تاج اپنے دست مبارک سے شاہ کے سر پر رکھ دیا۔ سلطان العلماء نے کئی درجن عربی وفارسی میں ضخیم ومبسوط کتابیں اور مشہور زمانہ اولاد اور بہت سے شہرۂ آفاق تلامیذ یادگار چھوڑے۔ شہنشاہ سخن خلاق مضامین مرزا دبیر اعلی اللہ مقامہٗ آپ کی مدح میں فرماتے ہیں کہ ؎

اول جناب مجتہد العصر والزماں　　بسم اللہ صحیفۂ آیات عز و شاں
خضر زمانہ مرجع سادات و موماناں　　سلطان عالماں، سند معنی و بیاں
چشم و چراغ مجلس عالم جمال میں
خاص الخلاصہ بنی آدم کمال میں
ناجی وہی ہے ان سے جنہیں اعتقاد ہے　　یہ اعتقاد شیعوں کو زاد المعاد ہے
ارشاد وہ بجا ہے کہ اللہ شاد ہے　　خیر الجہاد ان کے لیئے اجتہاد ہے
شیعوں کو کہیئے قبلہ شناس اس بیان سے
کہتے ہیں ان کو قبلہ و کعبہ زبان سے

سلطان العلماء اور آپ کے چھوٹے بھائی سید العلماء کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ آپ دونوں کو پہلے پہل قبلہ و کعبہ کہا گیا اور حکومت کی طرف سے بڑے قبلہ و کعبہ اور چھوٹے قبلہ و کعبہ کہنے کا حکم بھی صادر ہو گیا تھا۔

علامہ مفتی تعزیتی نظم ''مات مجتہد العصر (۱۲۸۴ھ)'' میں فرماتے ہیں کہ ؎

نیست بیجا گر بدور نعش او پیر و جواں　　دیدۂ تر داشتند و شور محشر داشتند
درعرب یا در عجم در علم و فضل و حسن خلق　　کس نمی گوید کہ در آفاق ہمسر داشتند

سید المفسرین آیۃ اللہ فی الانام مولانا و مقتدانا السید علی النقوی مجتہد طاب ثراہ ابن حضرت غفرانمآب علیہ الرحمۃ (متولد ۱۸؍شوال ۱۲۰۰ھ ۱۷۸۵ء بہ لکھنؤ متوفی ۱۸؍رمضان المبارک ۱۲۵۹ھ ۱۸۴۳ء مدفون بہ کربلائے معلی)

آپ نے متعدد مفید کتابیں عربی و فارسی میں تصنیف فرمائیں لیکن ایک بڑی بے مثل کتاب ہے اور وہ دنیا میں شیعہ مذہب کا پہلا اردو ترجمہ و تفسیر قرآن (مطبوعہ ۱۲۵۳ھ) ہے۔ جو دو جلدوں پر مشتمل ہے اور بہت ضخیم و مبسوط ہے۔ اس ترجمہ و تفسیر کا نام ''توضیح المجید فی تفسیر کلام اللہ الحمید'' ہے۔ نسیم امروہوی صاحب فرماتے ہیں کہ

یہ سب سے پہلے مفسر زبان اردو میں　　جناں کے پھول کھلے گلستان اردو میں

آیۃ اللہ فی الانام مولانا السید حسن النقوی مجتہد طاب ثراہ ابن حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ (متولد ۲۱؍ذیقعدہ ۱۲۰۵ھ ۱۷۹۱ء بہ لکھنؤ متوفی ۱۱؍شوال ۱۲۶۰ھ ۱۸۴۴ء مدفون بہ حسینیۂ غفرانمآب رح لکھنؤ) آپ نے کئی اہم کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں جن میں سے اردو زبان میں علم کلام کی پہلی مبسوط و قابل قدر کتاب ''باقیات الصالحات'' بہت اہم ہے۔ اس کتاب میں تمام اصول دین بدلائل سلیس اردو میں تحریر ہیں۔

آیۃ اللہ فی الانام مولانا سید مہدی النقوی مجتہد طاب ثراہ ابن حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ (متولد بہ لکھنؤ ۱۲۰۸ھ ۱۷۹۳ء متوفی آخر ذی الحجہ ۱۲۳۱ھ ۱۸۱۶ء مدفون بہ حسینیۂ غفرانمآب لکھنؤ)

آپ بیحد حدید الذہن تھے۔ اکثر شب کو بیدار رہتے تھے۔ مسائل کے استنباط میں بے نظیر اجتہاد فرماتے تھے۔
جناب سید العلماء سید حسین طاب ثراہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''میں اور برادر معظم مولانا سید حسن اور مولانا سید مہدی مرحوم ہم تینوں جناب غفران مآب کی خدمت میں ہم درس تھے اور مولانا سید مہدی ہم تینوں بھائیوں سے فضل و کمال میں سبقت لے گئے تھے اور دقت نظر میں بلند پایہ تھے۔'' سید مہدی نے بہت سے کتب درسیہ پر تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے ہیں۔
نسیمؔ امروہوی مرحوم فرماتے ہیں ؎

جناب سید مہدی تھے افتخار زمن — کہ جن کی موت میں سورج کو لگ گیا تھا گہن

مولانا سید مہدی تقریباً ۲۳ رسال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ جوان بیٹے کی یاد میں حضرت غفرانمآب نے ''مُسَکِّنُ الْقُلُوْبِ عِنْدَ فَقْدِ الْمَحْبُوْبِ'' (مصائب انبیاء وائمہ معصومین علیہم السلام در عربی) نامی کتاب قلمبند فرمائی ہے۔

قبلہ وکعبہ بحر العلوم آیۃ اللہ العظمیٰ اعلم العلماء فی العالم سید العلماء السید حسین النقوی علیین مکان

المعروف بہ جناب میرن صاحب۔ اصغر اولاد حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ (متولد بہ لکھنؤ ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ اکتوبر ۱۷۹۶ء متوفی شب شنبہ ۱۷ صفر ۱۲۷۳ھ اکتوبر ۱۸۵۶ء مدفون بہ حسینیۂ غفرانمآب)
حضرت غفران مآبؒ کے فرزندوں کے نام محمد، علی، حسن تھے اور چوتھے بیٹے کا نام آپ نے مہدی رکھا۔ خواب میں غفران مآب نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ امام فرما رہے ہیں ''تم نے اپنی اولاد نرینہ کے نام رکھنے میں پنجتن کا سلسلہ کیوں موقوف کر دیا'' غفران مآب نے عرض کیا ''اب میں ضعیف ہو گیا ہوں اس لیئے آخری فرزند کا نام آخری امام کے نام پر رکھا۔ امام نے فرمایا ایک فرزند اور ہوگا اس کا نام میرے نام پر رکھنا'' اس لیئے ۱۴ ربیع الثانی ۱۲۱۱ھ کو پیدا ہونے والے خوش قسمت بچے کا نام ''حسین'' رکھا گیا۔ مادۂ تاریخ ''خورشید کمال'' ہے۔
سید العلماء نے کئی درجن عربی اور فارسی میں گرانقدر و معیاری کتابیں، سورج کی طرح علم و فضل میں چمکنے والے بیٹے اور مشاہیر زمانہ تلامذہ چمن روزگار کو عطا فرمائے۔ مثلاً مفتی علامہ محمد عباس، سند المجتہدین علامۂ جائسی، علامہ میر حامد حسین صاحب عبقات الانوار وغیرہم۔ آپ اپنے وقت کے اعلم دنیا تھے۔ علامہ مفتی محمد عباس صاحب فرماتے ہیں ؎

امامے کہ در کشور اجتہاد — چو او مادر دہر ہرگز نہ زاد

جب حکومت اودھ میں شرعی احکام کا نفاذ ہوا یعنی حکومت شرعیہ قائم ہوئی تو سلطان العلماء نے عدلیہ و انتظامیہ کی نگرانی اپنے ذمہ لی اور سید العلماء نگران شعبۂ تعلیم و تدریس ہوئے۔ سلطان العلماء بھی تمام معاملات میں چھوٹے بھائی کی رائے کو مقدم رکھتے تھے۔

''علیین مکان نے نجف میں نہر آصفی کی اصلاح و تعمیر کے لیئے ڈیڑھ لاکھ روپے اور روضۂ حضرت عباسؑ کے نقرئی

دروازوں کی تجدید اور ایوان طلا کی تعمیر کے لیئے تیس ہزار روپئے اور سامرے میں روضۂ عسکریین کی چہار دیواری، گنبد پر طلا کاری اور ایک مسافر خانے کی تعمیر کروائی اور ''نہر حسینیؑ'' کربلا کی کھدائی کے لیئے ایک لاکھ پچاس ہزار روپئے بھیجے، حضرت حرؑ کی قبر پر عمارت بنوائی۔ یہ سب روپیہ آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ محمد حسن صاحب مصنف جواہر الکلام اور آیۃ اللہ العظمیٰ سید ابراہیم صاحب مصنف ضوابط الاصول کو بھیجا۔ اس سلسلے میں خطوط ''ظل ممدود'' میں چھپ چکے ہیں۔۔۔۔دو ڈھائی لاکھ روپئے یہ اور حرمین کی خدمت کے لیئے ہزار ہا روپئے محمد علی شاہ بادشاہ اودھ اور رؤساء اور خود اپنے پاس سے بھجوائے۔۔۔۔کوفہ میں حضرت مسلم و ہانی کے مزار ایک مدت سے بے توجہی کا نشانہ تھے، سید العلماء نے پندرہ ہزار روپئے بھجوا کر دونوں روضوں کی تعمیر کروائی۔''

(مطلع انوار مولفہ مولانا سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی)

علامہ مفتی میر عباس صاحب اپنے استاذ علام طاب ثراہ کے فضائل و مناقب تحریر فرماتے ہیں (در عربی) یعنی ''سید العلماء کے سلسلے میں کہتا ہوں کہ اس پاکیزہ نفس کی منزلت تمام نفوس سے اس طرح ہے جس طرح سر میں آنکھیں ہوتی ہیں اور وہ نسبت ہے جو بادشاہ کو رعایا سے ہوتی ہے بلکہ وہ نسبت جو معقولات کو محسوسات سے ہوتی ہے۔ میرے بعض احباب کرام جب زیارت نجف اشرف و کربلائے معلّی کے بعد پلٹے تو انہوں نے کہا کہ جناب سید العلماء کی قدر لکھنؤ میں رہ کر کما حقہٗ نہیں ہو سکتی بلکہ اس سید کریم اور عالم جلیل کی حقیقی منزلت اس وقت معلوم ہوتی ہے جب عالم کا دورہ کیا جائے اور تنقیدی نگاہ سے تمام دنیا کے علماء کو دیکھا جائے جو مختلف شہروں میں زینت بزم علم ہیں کیوں کہ ہر شے کی حقیقی منزلت اسی وقت معلوم ہوتی ہے جب اس کی ضد سے اس کا مقابلہ کیا جائے اور خدا ہی سیدھی راہ کی ہدایت کرنے والا ہے۔۔۔۔میں قسم کھاتا ہوں علم اور اس کی رفعت شان کی اور میں حلف کرتا ہوں دین و مذہب اور اس کے مستحکم بنیاد کی کہ جناب سید العلماء اپنے زمانے کے کبار علماء میں سے سب سے سبقت لے گئے ہیں بلکہ موجودین ہی نہیں جو علمائے سابقین تھے ان سے بھی میرے استاد کو وہی نسبت تھی جو ہمارے نبیؐ ختمی مآب کو اور انبیاء سابقین سے تھی۔''

جناب مفتی صاحب نے ایک خط میں جو صاحب جواہر کو لکھا تھا جس میں زیارت عتبات عالیات کا اشتیاق ظاہر فرمایا تھا چنانچہ صاحب جواہر تحریر فرماتے ہیں کہ (در عربی) یعنی ''خداوند عالم کا آپ پر احسان ہے کہ اس نے اہلبیت طیبین و طاہرین کی اولاد کرام کی مصاحبت کا شرف عطا کیا اور آپ کو اس چمن تک پہونچایا جہاں اس شجرۂ نبوت کی شاخیں سایہ فگن ہیں اور وہ شخص ہیں جو اس اصل نبوت کی فرع ہیں اور شیعوں کے فریاد رس اور دین رسول کے ہادی جن کا حسب و نسب، فہم و علم سب اس شجرۂ نبوت سے متصل ہے۔۔۔پھر علامہ چند القاب استعمال فرما کر کہتے ہیں کہ ''ان جناب کا وہ علم ہے کہ اگر تمام ساکنین ارض پر تقسیم کر دیا جائے تو ایک فرد انسانی بھی جاہل نہ رہے اور وہ ہمارے سید و سردار جناب سید العلماء سید حسین صاحب ہیں اور چونکہ ایسے بزرگ کی آپ کو صحبت حاصل ہے اس وجہ سے آپ کے عراق تشریف لانے سے ان کی خدمت میں حاضر رہنا زائد بہتر ہے اور اسی وجہ سے میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ آنجناب کی خدمت میں برابر حاضر رہیں اور ان کے بحر علم

سے ہر صبح وشام حکمت کے موتی حاصل کرتے رہیں۔‘‘

مزید معلومات کے لیئے مفتی صاحب کی کتاب ’’ظل ممدود‘‘ کا مطالعہ بہتر ثابت ہوگا۔

شاعر اعظم مرزا دبیر مرحوم اپنے مرثیہ ’’طغریٰ نویس کن فیکون ذوالجلال ہے‘‘ میں سلطان العلماء کی مدح سرائی کے بعد سید العلماء کے ثنا گستر ہوتے ہیں کہ ؎

بعد ان کے سید العلماء مجمع علوم — خاصان ذوالجلال میں کالبدر فی النجوم
اک طبع پاک اور شغل پاک کا ہجوم — اس پر بھی ہے وفور نوازش علی العموم
دنیا کے فخر دین کے بھی زیب وزین ہیں
وجہ حسن یہ ہے کہ مسمّٰی حسین ہیں

معنئ حلم و فضل و حیاء منبع کرم — تصویر زہد وعدل وورع سر سے تا قدم
انصاف کھا رہا ہے مرے صدق پر قسم — مطلوب داد نظم ہے نے شہرۂ رقم
واقف ہے کبریا کہ دروغ و ریا نہیں
مقصد کوئی رضائے خدا کے سوا نہیں

قدرت خدا کی شکل بشر میں فرشتہ ہے — کیسا فرشتہ ان کو محمد سے رشتہ ہے
رگ رگ بدن میں سجۂ طاعت کا رشتہ ہے — جاری بلا دشرع میں ان کا نوشتہ ہے
دامن قلم کا پاک حروف غلط سے ہے
روشن سواد کشور دیں ان کے خط سے ہے

علیین مکان کے ارتحال پرملال پر ہندوستان کے بیشتر شعراء باکمال واساتذہ فن نے مراثی وقطعات تاریخ نظم کیئے مرزا غالبؔ بھی سلطان العلماء وسید العلماء کے معتقدین میں تھے۔ انہوں نے قطعہ تاریخ اور ایک دردانگیز ترکیب بند فارسی میں نظم فرمایا ہے۔

بندہ نے اداریہ میں حضرت غفران مآب علیہ الرحمہ اور ان کے پانچ عالمان علوم پنجتن فرزندوں کے علماء وفقہاء سے ممتاز کرنے والے کارناموں کا تذکرہ کیا۔ اب انشاء اللہ آئندہ سال کے شمارہ ۷ میں دیگر فقہاء وعلماء خاندان اجتہاد کے طرۂ امتیاز نقوش تابناک زندگانی پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے گا۔ وَ آخِرُ دَعْوٰانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

سید مصطفیٰ حسین نقوی اسیفؔ جائسی

موسسۂ نور ہدایت حسینیۂ حضرت غفران مآبؒ، چوک لکھنؤ ۳